





أَخْلِيَةً إِلَّا أَنْ يُصَدَّقُوا (النساء: 92) اور جو کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دیتا ہے تو (اس کا گناہ یہ ہے کہ) مومن غلام آزاد کیا جائے اور اس (مقتول) کے اہل کو دیت دی جائے۔ البتہ یہ کہ وہ معاف کر دیں۔

(3) قتل خطا: ایک مسلمان جائز اور مباح کام کر رہا ہے۔ مثلاً تیر اندازی یا شکار یا گوشت کے ٹکڑے کرنا وغیرہ مگر اس میں غلطی سے کوئی انسان قتل ہو جائے یا زخمی ہو جائے۔ اس قسم کی کوتاہی کی سزا دوسری قسم میں مذکور سزا کی طرح ہے البتہ اس میں دیت ملتی ہے اور کوتاہی کرنے والا عذر اللہ گناہ گار نہیں ہوتا۔ اس کے برعکس ”شبہ عمد“ میں دیت مفائل (یعنی بھاری دیت) ہے اور وہ گناہ گار بھی ہے۔

قصاص لینے کی شرائط: قصاص درج ذیل شرائط کے پورا ہونے کے بعد لیا جاسکتا ہے:

(1) جس کے لئے قصاص لینا ہے اس کا مکلف یعنی عاقل و بالغ ہونا ضروری ہے اگر وہ نابالغ یا مجنون ہے تو مجرم کو پابند رکھا جائے گا کہ بچے کے بالغ ہونے یا مجنون کے افادہ کے بعد وہ چاہیں تو قصاص لیں یا دیت قبول کریں یا معاف کر دیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم سے یہی بات مروی ہے۔

(2) خون کے مستحقین (مقتول کے ورثا) قصاص لینے پر متفق ہوں اگر کسی ایک نے معاف کر دیا تو پھر قصاص نہیں ہوگا اور جس نے قصاص معاف نہیں کیا دیت میں سے اس کو کچھ حصہ ملے گا۔

(3) قصاص لینے میں ظلم و جور سے بچا جائے یعنی اسی طرح کا ظلم نہ کیا جائے (جس طرح کا مجرم نے کیا تھا) اور تاتس کے علاوہ کسی اور کو قتل نہ کیا جائے نیز قتل کرنے والی حاملہ عورت کو قصاص میں وضع حمل اور مدت رضاعت سے پہلے قتل نہ کیا جائے۔ کیونکہ ایک عورت نے کسی عورت کو عہد اقل کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَمْ تُقْتَلْ حَتَّى تَضَعِ صَبَا فِي بَطْنِهَا إِنْ كَانَتْ حَامِلًا، وَتَشْتِي تَكْفُلَ وَلَدَهَا (سنن ابن ماجہ)

”اگر یہ حاملہ ہے تو ”وضع حمل“ اور اپنے بچے کی کفالت سے پہلے اسے قتل نہ کیا جائے۔“

(4) قصاص سلطان یا اس کے نائب کی موجودگی میں ہونا چاہئے تاکہ ظلم و تعدی نہ ہو سکے۔“

(5) قصاص تیز رفتار آلہ سے لیا جائے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(لَا تَوَكَّلُوا إِلَّا بِالسَّيْفِ) (رداء ابن ماجہ) قصاص صرف تلوار سے لیا جاتا ہے۔“

قصاص، دیت اور معاف کرنے میں اختیار: مسلمان کے لئے قصاص لینا ثابت ہو جائے تو اسے اختیار ہے

قصاص لے یا دیت قبول کرے یا معاف کر دے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَنْ عَفَا وَأَعْتَظِرَ غَيْرَ لَفْظٍ لِّغَيْرِهِ شَيْءٌ فَإِنَّهُ قَاتِلٌ

بِالْمَعْرُوفِ وَأَذَاكَ إِلَيْنَا بِإِحْسَانٍ (البقرة: 178) اس (قاتل) کو اس کے بھائی (مقتول کے وارث) کی

طرف سے کچھ عفو کر دیا جائے تو معروف طریقہ سے بیرونی کی جائے (دیت طلب کی جائے) اور (قاتل یا اس کے

قاتل) قاتل اور قاتل کے مابین کی بات ہے۔“

جو معاف کرتا ہے اور



صلاح کرتا ہے اس کا اجر اللہ پر ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) مَنْ قَتَلَ لَكَ قَتِيلًا فَهُوَ كَقَتْلِ  
اَنْفُسَتَيْنِ: اَلْمَا اَنْ يُؤْذِيَ وَ اَلْمَا اَنْ يُقَاتِلَ (صحیح بخاری صحیح مسلم) جس کا قتل ہو جائے تو اسے دو چیزوں میں اختیار  
 ہے چاہے تو اسے دیت دی جائے یا قصاص دلایا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے مَنْ قَتَلَ رَجُلًا مِنْ مَخْلُوقِ اللَّهِ  
فَلَيْسَ بِاللَّهِ بِشَيْءٍ اَوْ بِشَيْءٍ (مسند احمد) جو مرد ظلم کو معاف کر دیتا ہے اللہ اس کے بدلے اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔

بعض مسائل قصاص: (1) جو وارث دیت قبول کر لے تو قصاص لینے میں اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے چنانچہ قبول  
 دیت کے بعد اگر اس نے قصاص کا مطالبہ کیا تو اسے یہ حاصل نہیں ہو سکے گا اور اگر وہ انتقام لینے پر قتل جائے اور قاتل کو قتل  
 کر دے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ البتہ قصاص اختیار کرنے کے بعد بھی فیصلہ بدل کر وہ دیت لینا قبول کر سکتا ہے۔

(2) قاتل کے مرجعہ کے بعد اولیاء مقتول صرف دیت کا مطالبہ کر سکتے ہیں اس لئے کہ قاتل کی موت کی وجہ سے  
 قصاص ممکن نہیں رہا یہ اس لئے بھی کہ قصاص میں غیر قاتل (قاتل کی بجائے اس کے کسی عزیز) کو قتل نہیں کیا جاسکتا اللہ  
 سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ قَتَلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِرَبِّهِ سُلْطٰنًا فَلَا يَسْرِ فِی الْاَسْخٰلِ۔ اِنَّہٗ كَانَ  
مُتَّصُوْرًا (بنی اسرائیل 33: 17) اور جو شخص ظلم سے قتل کیا جائے ہم نے اس کے وارث کو اختیار دیا ہے (کہ  
 ظالم قاتل سے بدلہ لے) تو اسے چاہئے کہ قتل میں زیادتی نہ کرے۔ "قتل میں زیادتی" کا مفہوم یہ جان کیا گیا ہے کہ وہ  
 غیر قاتل کو قتل کر دے۔

(3) قتل خطا اور شہرہ دونوں پر کفارہ ہے چاہے مقتول ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بڑا آزاد ہے یا غلام۔ ایسے قتل کا کفارہ  
 ایک مومن غلام کو آزاد کرنا ہے۔ اگر وہ اس کی طاقت نہیں پاتا تو دو ماہ لگا تار روزے رکھنے ہیں اس لئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ  
 فرماتے ہیں: وَتَحْرِیْرٌ رَّحْبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ، فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَصِیْمًا مِّنْ مَّوْمِنِیْنَ مُّتَّبِعِیْنَ تَزْوِجَةٌ تِیْنِ الدِّیْنِ وَ كَانَ  
 اَوَّلُ عَلَیْہِا حَکِیْمًا (النساء 92: 4) اور ایک مومن مرد کا آزاد کرنا ہے۔ جو نہیں پاتا وہ لگا تار دو ماہ کے روزے  
 رکھے۔ یہ اللہ کے حضور توبہ کے طور پر ہے اور اللہ جانے والا حکمت والا ہے۔

اعضا کا قصاص لینے کی شرائط: اعضا کا قصاص لینے کی درج ذیل شرطیں ہیں:

- (1) قصاص لینے میں حد سے تجاوز کا خطرہ نہ ہو اگر یہ خطرہ موجود ہے تو قصاص نہیں ہے۔
- (2) قصاص لینا ممکن ہو اگر ممکن نہیں تو دیت لی جائے۔

(3) جس عضو کو قصاص میں کاٹنا چاہتے ہیں وہ نام اور نخل (جگہ) میں ضائع یا بیکار ہونے والے کے مماثل ہونا چاہئے لہذا  
 ایسے عضو کے بدلے میں دایاں عضو نہیں کاٹا جائے گا اور پاؤں کے بدلے میں ہاتھ اور (اگر کسی کی چھ انگلیاں ہوں تو)  
 ہاتھ کے بدلے میں پاؤں کاٹا جائے گا۔



(4) دونوں عضو صحت اور کمال میں برابر ہونے چاہئیں لہذا تندرست ہاتھ کے بدلہ میں شل ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور تندرست آنکھ کے بدلے کالی آنکھ نکالی جائے گی۔

(5) اگر زخم سر یا ہرہ میں لگا ہے جسے ”جھہ“ کہتے ہیں تو اس میں قہاس نہیں ہے۔ اسی طرح ٹوٹی ہڈی اور معدہ تنگ ہونے والے زخم میں بھی قہاس نہیں ہے مگر ان میں دیت واجب ہے۔

جماعت سے قہاس: اگر ایک شخص کو قتل کرنے یا اس کے جسم کے کسی عضو کا ناکارہ کرنے میں ایک جماعت شریک ہے تو سب سے قہاس لیا جائے گا اس لئے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سات آدمیوں نے مل کر ایک کو قتل کر دیا تھا تو انہوں نے سب کو قتل کر دیا۔ اور فرمایا: **يَمْنَأُ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُمْ بِهِ بَجِينَةً** (موطا الامام مالک) اس کے قتل پر منہاء شہر کے (تمام) لوگ مجتمع ہوتے تو میں اس کے عوض سب کو قتل کر دیتا۔

”جنایت“ کے بڑھ جانے کی صورت میں اضافہ کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ مثلاً ایک شخص نے کسی کی انگلی کاٹ لی اور زخم مندرل نہیں ہوا اور ہاتھ شل ہو گیا تو قہاس یا دیت اس (بچے) کے مطابق ہو گیا۔

دیت کی تعریف: ”مستحق خون“ کو جو مال (قتل کے) عوض میں دیا جائے وہ دیت ہے۔

دیت کا حکم: دیت شریعت اسلامیہ میں ثابت ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے: **وَدِيَّةٌ مُمَسَّلَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهَا إِلَّا أَن يَصَدَّقُوا** (النساء: 92) ”اور اولیا (مقتول کے ورثا) کو دیت دی جائے الا یہ کہ وہ معاف کر دیں۔“ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ قَتَلَ لَهُ قَتِيلًا فَهُوَ يَخْتَارُ النَّظَرَ بَيْنَ رَأْمًا أَوْ يُوْذِي، وَإِنَّمَا أَنْ يُقَادَ** (صحیح بخاری) ”مسلم“ جس کا آدمی مارا جائے اسے دو چیزوں کے درمیان اختیار ہے کہ اسے دیت دی جائے یا قہاس دلایا جائے۔

دیت کس پر واجب ہوتی ہے؟ جس نے کسی کو خود یا کسی طرح عداقت کیا ہے تو اس کے مال پر دیت واجب ہوتی ہے اور اگر قتل ”شبہ عدا“ ہے یا ”قتل خطا“ ہے تو دیت ”عاقلہ“ پر ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فیصا کیا ہے۔ جب دو عورتیں لڑ پڑیں ایک نے دوسری کو پتھر مارا اور اس کے پیٹ میں بچہ کو قتل کر دیا تو آپؐ نے قاتلہ کے ”عاقلہ“ پر دیت پڑنے کا فیصلہ دیا۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم) ”عاقلہ“ سے مراد وہ جماعت ہے جو اس کی طرف سے دیت ادا کرے گی اور اس میں اس کے آباؤ اجداد بھائی، بھائیوں کے بیٹے، چچا اور چچوں کے بیٹے شامل ہیں۔ ہر ایک اپنی حالت کے مطابق (اپنے حصے کی) ادائیگی کرے گا اور تین سال کی مدت کی قسطیں ان پر لاگو ہوں گی وہ ہر سال دیت کا ایک تہائی ادا کریں گے اور اگر ایک ہی بار اور فوراً ادائیگی کر سکتے ہیں تو بھی کوئی امر رکاوٹ نہیں ہے۔

دیت کس سے ساقط ہے؟ والد اپنی اولاد کو تادیب کے لئے مارتا ہے اور وہ قتل ہو جائے یا حاکم و قاضی کو تعزیر تادیب کے طور پر سزا دیتا ہے اور وہ مرجائے اسی طرح استاد اپنے شاگرد کو تادیبی سزا دیتا ہے اور وہ مرجائے تو ان صورتوں میں دیت نہیں ہے بشرطیکہ تادیب کے لئے معروف حدود سے تجاوز نہ کیا ہو۔



## دیت کا تعین

دیت نفس: اگر مرنے والا آزاد اور مسلمان تھا تو اس کی دیت ایک سوانٹ یا ایک ہزار مختال سونا یا بارہ ہزار درہم چاندی یا دو سو گائے یا دو ہزار بکریاں ہیں۔ اور اگر قتل "شبه عمد" ہے تو دیت مختل ہوگی یعنی سوانٹوں میں چالیس حاملہ اونٹیاں بھی ہوں گی اور اگر "قتل خطا" ہے تو دیت مختل نہیں بلکہ خفیف ہوگی اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَلَا وَإِنْ قَتَلَ خَطَا الْعَبْدَ بِالسَّوْطِ وَالنَّصَا وَالْحَجَرِ، فَبِهِ دِيَّةٌ مُخَلَّطَةٌ، مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، مِنْهَا أَرْبَعُونَ مِنْ نَيْيَةِ إِلَى تَارِيزٍ عَامِيًا، كُلُّهُمْ خِلَافَةٌ (اصحاب السنن والبخاری فی التاریخ)

شبه عمد کا مختل جو لاشی چاہے یا پتھر سے قتل ہوا اس کی دیت مختل ہے یعنی ایک سوانٹ ان میں چالیس پانچ سال سے نویر سال تک کی حاملہ اونٹیاں ہوں گی۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے

(1) چار سال سے زیادہ عمر کے اونٹ: 30

(2) تین سال سے زیادہ عمر کے اونٹ: 30

(3) چھ تا نو سال کی گائے بھن اونٹیاں: 40

اور اگر "قتل عمد" ہے اور "اولیاء مقتول" دیت پر راضی ہو گئے ہیں تو وہ دیت سے زیادہ کا مطالبہ بھی کر سکتے ہیں اس لئے کہ وہ قصاص کا حق رکھتے تھے لہذا وہ قصاص سے کم ترکوئی بھی مطالبہ کرنے کا استحقاق رکھتے ہیں چاہے وہ دیت سے زیادہ ہے۔ دیت کے اس تعین کی دلیل حدیث جابر رضی اللہ عنہ ہے۔ فرماتے ہیں:

قَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ الْإِبِلِ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ، وَعَلَى أَهْلِ الْبَقَرِ مِائَتَيْ بَقَرَةٍ، وَعَلَى أَهْلِ الشَّاةِ أَلْفَ شَاةٍ (سنن ابوداؤد) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والوں پر ایک سوانٹ اور گائے والوں پر دو سو گائے اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں مقرر کی تھیں۔" اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: أَنَّ رَجُلًا قَتَلَ النَّبِيَّ دِيَّةً اثْنَتَيْ عَشَرَ أَلْفَ ذَرْهَقٍ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ و سنن ترمذی) "ایک مرد قتل ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دیت بارہ ہزار درہم مقرر کی۔" اسی طرح عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کی دستاویز میں جسے تمام امت نے قبول کیا ہے یہ الفاظ ہیں: وَعَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفَ دِينَتَارٍ (سنن نسائی) "اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار ہے۔"

قتل خطا کی دیت:

ایک سال سے زائد عمر کی اونٹیاں 20

دو سال سے زیادہ عمر کے اونٹ 20

دو سال سے زیادہ عمر کی اونٹیاں 20



20 \_\_\_\_\_

تین سال سے زیادہ عمر کے اونٹ

20 \_\_\_\_\_

چار سال سے زیادہ عمر کے اونٹ

ان چار مقررہ دیات میں سے جو بھی دوسرے حاضر کرے گا مقتول کے ولی کو اس کا قبول کرنا لازم ہوگا۔ مسلمان  
آدمی و عورت کی دیت مسلمان مرد کی دیت سے نصف ہے: مؤطا امام مالکؒ میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”یہ بات معروف رہی ہے کہ عورت کی دیت تہائی تک مرد کے برابر ہے اس سے زائد میں عورت کی دیت مرد  
کی دیت سے نصف ہو جاتی ہے۔“ ذی بیوہ یا نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے اور ان کی عورتوں کی  
دیت ان کی اپنی دیت سے بقدر نصف ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **عَقْلُ الْكَافِرِ نِصْفُ دِيَّةِ**  
**رَسُولِهِ** (سنن ترمذی) ”کافر کی دیت مسلمان کی دیت سے نصف ہے۔“ غلام کی دیت اس کی قیمت ہے چاہے جتنی بھی  
ہو اس لئے کہ اگر وہ مقتول ہے تو اس کے قتل کی صورت میں مالک کو اس کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔ عورت کے  
پیٹ میں جنین چاہے لڑکا ہے یا لڑکی تو اس (جنین) کی دیت ایک غلام یا لونڈی ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
نے ایک فیصلہ میں فرمایا تھا: کہ جنین میں ایک غلام یا لونڈی ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ  
جنین (بچہ) پیٹ میں ہی مر جائے لیکن اگر زندہ پیدا ہو گیا اور پھر مر گیا تو اس میں قصاص یا پھر پوری دیت ہے۔

بعض علما نے جنین (پیٹ میں بچہ) کی دیت اس کی ماں کا دواں حصہ بھی کہا ہے۔ بنا بریں امام مالکؒ نے اس  
کی قیمت پچاس دینار یا چھ سو درہم قرار دی ہے۔

## 2- حرمت خمر و منیئر (2008ء، 2010ء، 2013ء)

خمر کے معنی و منہیوم: خمر کے لفظی معنی ذرا پینے اور پردہ ڈالنے کے ہیں۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔ **الشَّيْءُ مَا خَاصَرَ**  
**الْعَقْلَ**: خمر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ یہ چونکہ عقل کو ڈھانپ لیتی ہے اور جسم پر طاری ہو جاتی ہے اس لیے اس کو  
خمر کہا گیا ہے۔

## حرمت خمر اور قرآن مجید

قرآن مجید میں شراب کے بارے میں احکامات تدریجاً نازل ہوئے۔ جو درج ذیل ہیں۔

- 1- نفرت کا اظہار: پہلے مرحلے پر اللہ تعالیٰ نے شراب سے نفرت کا اظہار کیا۔ **يَسْأَلُكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْمِرِ**  
**قُلْ فِيهِمَا إِتْمَاعٌ كِبِيرٌ وَمُنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِنَّ أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا** (بقرہ 2: 219) ”لوگ آپ سے  
شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے فائدے بھی ہیں لیکن  
ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت بڑا ہے۔“ یہ آیت 2 ہجری میں نازل ہوئی۔ اس بارے میں حدیث میں آتا ہے  
ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ تحریم خمر کی آیت نازل ہونے سے پہلے حضرت عمرؓ نے یہ انا کی قسم: اے اللہ! حرم شراب